4 دھات (Metal)

دسہرے کے موقع پر کُلّو کی وادی، ہماچل پردیش کے مختلف حصوں سے آئے کئی طرح کے مہروں (دھات کے بنے درگا کے مکھوٹوں) سے جگمگا اٹھتی ہے۔ سونے اور چاندی کے ان مکھوٹوں کا آغاز قدیم زمانے میں راجا مہاراجاؤں نے کیا تھا۔ ہر گاؤں اپنے مقامی مندر سے اپنا مہرہ ایک سجی ہوئی پالکی میں لے کر کلّو آتا ہے۔ پھر ان مہروں کو لکڑی کے بنے ایک وسیع و عریض رتھ میں رکھا جاتا ہے جسے سیکڑوں عقیدت مند کھینچتے ہیں۔ دسہرے کے موقع پر آپ ان رتھوں کے جلوسوں کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے پہاڑیوں کو ایک سلسلے میں پرو دیا گیا ہو۔ ہر جلوس کے ساتھ گانے بجانے والے ہوتے ہیں اور پوری کلّو وادی ان کے لمبے دھات کے بنے باجوں کی آواز سے گونج اٹھتی ہے۔

باجوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دوربین کی شکل کے لمبے باجے جنھیں شنال یا کرنال کہا جاتا ہے اور دوسرے انگریزی حرف 'S' کی شکل میں مڑے باجے جنھیں نرسنگھا کہا جاتا ہے۔ ان باجوں کو وہ مقامی دھات ساز بناتے ہیں جو اکثر کسی مندر سے وابستہ ہوتے ہیں۔

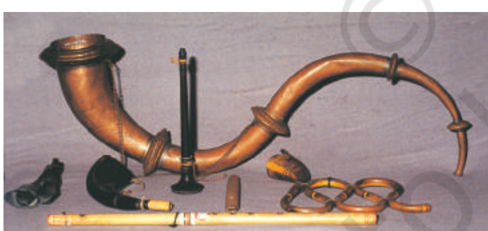

بادی آلاتِ موسیقی،
ہماچل پردیش

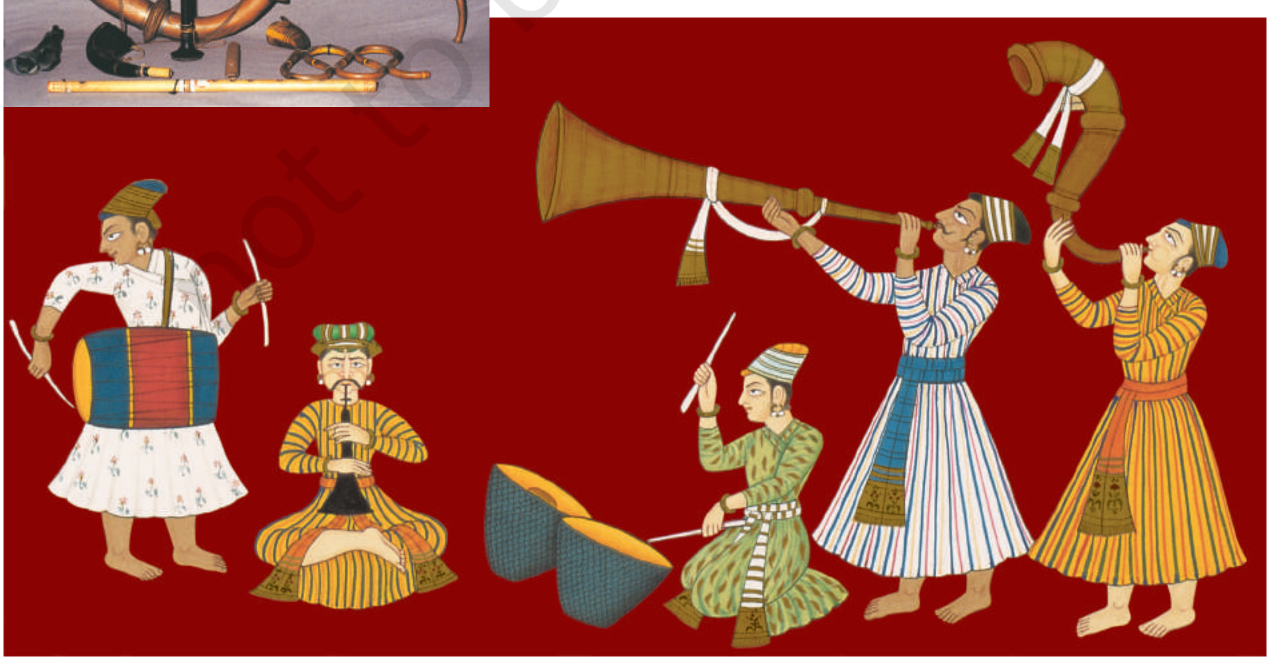

© NCERT not to be republished

لوہار کا کردار

دھاتوں کی دستکاری ہماچل پردیش کی سب سے اہم روایت ہے۔ یہاں لوہار، بڑھئی اور پتھر کا کام کرنے والے خود کو ایک گروپ مانتے ہیں۔ یہ اپنے پیشہ ورانہ امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے اکثر ایک دوسرے کی برادری میں شادیاں کرتے ہیں۔ بڑھئی اور دھات ساز خود کو دھیمنس کہتے ہیں اور اپنی اصل وشوکرما کی نسل سے بتاتے ہیں۔

لوہار ہماچل کے گاؤں میں سب سے بڑا دستکار گروہ ہے اور یہ دیگر تمام فنکاروں کی طرح ہی وسیع پیمانے پر زرعی مزدوروں کے مانند ملازمت کرتے ہیں۔ یہ اپنے بنائے سامان کی فروخت کے لیے تجارت بھی کرتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر دستکار برادریوں کی طرح ان کی کارگاہیں ان کے گھروں میں ہوتی ہیں۔ ہماچل میں لوہار عام طور پر اپنی کارگاہوں میں کام کرتے ہیں جو ان کے گھروں کی نچلی منزل پر واقع ہوتی ہیں۔

دنیا کے کسی بھی گاؤں میں لوہار کی اہمیت اس حقیقت کی بنا پر بہت بڑھ جاتی ہے کہ اس کا وجود ناگزیر ہے۔ لوہار، لوہے سے بنائے جانے والے زرعی اوزاروں کو بناتا اور ان کی مرمت کرتا ہے اور وہ گاہکوں کے دیے ہوئے خام مال سے روزمرّہ ضرورت کی اشیا کو بھی ڈھالتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ دیگر فنکاروں کے لیے بھی اوزار بناتا ہے، مجسمے اور زیورات بناتا ہے اور دھات سے بنی اشیا کے خراب ہونے پر ان کی مرمت بھی کرتا ہے۔ عام طور پر اس کی محنت کی ادائیگی روایتی طریقہ سے کی جاتی ہے یعنی اسے پیداوار کا حصّہ مل جاتا ہے۔

دھات کا کام کرنے والے کے اسٹوڈیو کے اندر

پہیے بنانے والا بھی ایک لوہار تھا اور ہمارے علاقے کا ٹھٹھیرا بھی ایک لوہار ہے۔ وہ اور اس کے شاگرد ہر قسم کے کام کیا کرتے مثلاً نلکے بنانا، لکڑی کے کام کرنا، الماریاں بنانا، برتن اور کڑھائیاں ڈھالنا، باربرداری کی گاڑیوں اور بیل گاڑیوں کی مرمت کرنا، کشتیوں اور بجروں کی مرمت کرنا اور سیکڑوں قسم کے دوسرے کام ۔ وہ کام جو وہ نہیں کرتا تھا اُن کی فہرست ان کاموں سے مختصر ہو گی جو وہ کرتا تھا۔

کسی جادو گر کی گپھا بھی ہمارے لوہار کی کار گاہ سے زیادہ پر کشش نہیں تھی۔ اس کی بڑی بھٹی اور کچھ چھوٹی بھٹّیاں انتہائی پر کشش ہوتی تھیں۔ ان بھٹیوں کا سب سے دلچسپ پہلو ہمیں وہ لگا جب دھونکنے کا عمل شروع ہونے پر کوئلے میں شدید چمک پیدا ہو گئی۔ سرخ گرم دھات کی چھڑوں کو شکل دینے کے لیے پیٹا جانا بھی جاذب نظر تھا۔ چنگاریوں کا آبشار ایسے اُبل پڑا جیسے وہ آگ کے جھرنے سے نکلا ہو۔ یہ دیوالی کے موقع پر پھوٹنے والے بم پٹاخوں کی طرح تھا۔ بیلوں کے کھروں میں نعل لگاتے اور بیل گاڑی کے پہیوں کو لوہے کی چھڑوں سے باندھتے اور اسے پانی میں ڈالتے دیکھ کر ہم دم بخود رہ گئے۔ بھاپ سنسناتی باہر آئی اور بھاپ میں بھٹیوں کی روشنی کا رنگ بھر گیا۔

ـــــ سدھین این ـ گھوش، **اینڈ گرلس لیپنگ**

آھن گر کی کارگاہ کے اندر

دھاتوں کی دستکاری کے سرپرست

مزدوروں اور شاہی درباروں کی سرپرستی نے بے انتہا ماہر دستکاروں کو فروغ دیا، صدیوں سے ایک نسل کے بعد دوسری نسل اسی مہارت کو اپنائے ہوئے ہے۔

جیسے جیسے وقت گزرا، مندر اور دیہی فن کی روایتیں ایک دوسرے کے قریب آتی گئیں۔ دیہی دھات سازوں کے بنائے کانسے کے لاتعداد مجسّموں کو آج بھی گاؤں کی گپھاؤں اور گھروں کے پوجا گھروں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ مجسّمے زندہ جاوید ہو گئے۔

ہمارے روایتی حکمرانوں، شرفا اور مالدار زمینداروں کے لیے قیمتی دھاتوں سے بنی اشیا طاقت کی علامتی مظاہر تھیں۔ محصولات سے ہونے والی ان کی زیادہ تر آمدنی کو خزانہ میں شامل کر دیا جاتا تھا یہ محصول قیمتی دھاتوں سے بنی اشیا اور زیورات کی شکل میں ہوتا تھا۔ کارخانوں میں سونے اور چاندی کا کام کرنے والے خواہ وہ اپنا کام کرتے ہوں یا سرکاری ملازم ہوں، اپنے استادوں کی سرپرستی اور کڑی نگرانی میں اپنا کام کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ اشیا خصوصی مواقع جیسے عوامی درباروں پر تحفتاً پیش کرنے کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ یہ درباری رسم ورواج کا ایک حصہ تھیں جب کہ دیگر اشیا صرف مخصوص مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ دیگر اشیا بھی روزمرہ استعمال کے لیے بنائی جاتی تھیں۔

قدرے کم دولت مند زمیندار دربار کی متعین کردہ مثال کی پیروی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دیہی آبادی بھی جس کے پاس اخراجات کے لیے بہت کم رقم ہوتی تھی، اپنے سے برتر لوگوں کے رسوم ورواج کی نقل کرتی تھی۔ ان کے پاس جو بھی زائد از ضرورت آمدنی ہوتی وہ اسے چاندی کے اُن زیورات میں لگا دیتے جو عورتیں مستقل پہنا کرتی تھیں۔ یہ زیورات پہننے والوں کے معاشرتی اور اقتصادی مرتبے کا مظہر ہوتے تھے جیسے راجستھان کی آرائشی لباسوں میں ملبوس خواتین۔

مہرے 'اُسٹ دھاتو' یعنی آٹھ دھاتوں — سونا، چاندی، پیتل، لوہا، ٹن، پارہ، تانبہ اور جستہ کے مرکب سے بنائے جاتے ہیں۔

دی ہماچل اسٹیٹ ہینڈی کرافٹس کارپوریشن نے پورے صوبے میں دھاتوں کی دستکاری کے مراکز قائم کیے ہیں جہاں کانسے کو ڈھالنے اور دھات کی دستکاری کی تمام تکنیکوں کی تربیت دی جاتی ہے۔

سونے کے سکّے، گپت عہد

بہادر شاہ ظفر کا دربار

© NCERT not to be republished

کیا آپ جانتے ہیں کہ...

11000 برسوں سے انسان اپنے استعمال کے لیے دھاتوں سے چیزیں بناتا آرہا ہے۔

- زیادہ تر دھاتوں کا ذریعہ کچ دھات ہے۔ پہلے کچ دھات کو زمین کے نیچے سے کان کنی کے ذریعے یعنی کھود کر نکالا جاتا ہے یا پھر جھیلوں اور دریاؤں سے کھرچا جاتا ہے پھر انھیں کچل کر الگ الگ کیا جاتا ہے اور آخر کار وہ صاف ہو جاتی ہیں پھر انھیں دھات بنانے کے لیے پگھلایا جاتا ہے۔
- 5000 ق م تک تانبے کا استعمال منکے اور سوئیاں بنانے کے لیے کیا جاتا تھا۔3000 ق م تک تانبے میں ٹن ملا کر ایک سخت دھات کانسہ بنائی گئی۔ کانسے سے بھی زیادہ سخت دھات لوہے کی پیداوار 500 ق م تک شروع ہوئی۔
- اہم دھاتوں (تانبہ، کانسہ، لوہا) میں مہارت بہم پہنچانے کی تکنیک نے دنیا کے مختلف حصوں میں آزادانہ طور پر ترقی کی ہے۔
- مصر کے لوگ سونے کے استخراج کی تکنیک سے جو ان دنوں استعمال ہوتی ہے 3000 ق م میں واقف تھے۔
- قیراط (carats) کا تصور سونے میں سونے کی مقدار بتاتا ہے! ان دنوں سونے کو زیادہ مضبوط بنانے کے لیے اکثر اس میں تانبہ اور چاندی کی آمیزش کی جاتی ہے۔ اس میں موجود سونے کو قیراط کہا جاتا ہے۔
- اتنی زیادہ محنت سے کانوں سے نکالے گئے سونے کا آدھے سے زیادہ حصہ واپس زمین میں ڈال دیا جاتا ہے — یعنی بینکوں کے تہ خانوں میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

دھاتوں کی دستکاری

تمام دنیا کی انسانی ثقافتوں میں پیتل اور کانسے جیسی مرکب دھاتوں اور سونے چاندی جیسی قیمتی دھاتوں نیز ماضی قریب کی انسانی تاریخ میں لوہے اور فولاد کے استعمال کے تجربات اور مظاہر کی ایک طویل تاریخ ہے۔

ہم نے چھوٹے چھوٹے سکّوں سے لے کر عمارتوں تک، برتنوں اور کڑھائیوں سے لے کر دیوی دیوتاؤں کے زندہ جاوید مجسّموں تک بے شمار اشیا بنائی ہیں۔

خام مال اور طریقۂ عمل

ہمارے ملک میں چاندی کے علاوہ پیتل، تانبے اور کانسے جیسی دھاتوں کا استعمال دستکاری کے کاموں میں کیا جاتا ہے۔ پیتل تانبے اور جستہ سے بنی مخلوط دھات ہے جب کہ کانسہ تانبے اور ٹن کا مرکّب ہے۔

کسی بھی شے کو شکل وصورت دینے کے لیے دھات کے ڈلے یا پترے کو کسی ہتھوڑی سے اس وقت پیٹا جاتا ہے جب وہ دھات گرم ہو یا پھر پگھلی ہوئی دھات کو معمولی استعمال کی چیزوں کے معاملے میں چکنی مٹی کے بنے سانچے میں اور نفیس اشیا کے معاملے میں مومی سانچوں میں انڈیل دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر پیٹنے کے عمل کو کانسہ اور تانبے کی اشیا بنانے کے لیے ترجیح دی جاتی ہے کیوں کہ ان چیزوں کو زیادہ پائیدار بنانا مقصود ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ شکل وصورت دینے کے لیے دھاتوں کو موڑنے کا عمل چیز کو اتنا گرم کر کے کیا جاتا ہے کہ وہ سُرخ انگارہ ہو جائے۔ اس کے بعد اسے ٹھنڈے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر اس عمل میں یہ شے سیاہ ہو جاتی ہے تو اسے ہلکی ہلکی چوٹ مار کر درست کر دیا جاتا ہے۔

سولڈرنگ (soldering) کسی ایسی چیز کے دو حصوں کو جوڑنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جسے ایک سے زیادہ ٹکڑوں میں بنایا گیا ہو۔ جوڑنے کا یہ عمل دھات کے آمیزہ کے استعمال سے کیا جاتا ہے جسے کاریگر تیار کرتے ہیں۔

عام طور پر استعمال ہونے والے دھات کے برتن

© NCERT not to be republished

مومی سانچوں کا طریقۂ کار

مومی سانچوں کا طریقۂ کار دھات کی اشیا بنانے کے لیے استعمال ہونے والی ایک مخصوص تکنیک ہے۔ ہمارے ملک میں یہ طریقہ ہماچل پردیش، اُڑیسہ، بہار، مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال میں پایا جاتا ہے۔ ہر خطّے میں قدرے مختلف تکنیک استعمال کی جاتی ہے۔

1۔ مومی سانچوں کے عمل میں مختلف اقدامات کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے خاکے کا ایک مومی سانچہ ہاتھوں سے بنایا جاتا ہے۔ یہ شہد کی مکھی کے چھتے سے نکلے خالص موم سے بنایا جاتا ہے جسے سب سے پہلے کھلی آگ پر پگھلایا جاتا ہے پھر پانی سے بھرے ایک کھلے منھ کے بڑے برتن میں اسے کسی نرم کپڑے سے چھانا جاتا ہے۔ یہاں یہ فوراً ہی دوبارہ جم جاتا ہے۔ پھر اسے کسی پچکی یا پھَرنی سے دبایا جاتا ہے جس سے موم نچڑ کر سوئیوں جیسی شکل کا ہو جاتا ہے۔ پھر ان مومی تاروں کو اس پورے سانچے کی شکل کے اردگرد لپیٹ دیا جاتا ہے۔

2۔ پھر اس سانچے کو ایک گاڑھے لیپ (paste) سے ڈھک دیا جاتا ہے، یہ لیپ چکنی مٹی، ریت اور گوبر کی یکساں مقدار کے میل سے بنایا جاتا ہے۔ ایک طرف سے کھلے منھ کے اس سانچے میں مٹی کا ایک برتن لگایا جاتا ہے۔ اس میں پگھلی ہوئی دھات انڈیلی جاتی ہے۔ استعمال کی جانے والی دھات کا وزن موم کے وزن سے دس گنا ہوتا ہے (یہ تمام عمل شروع کرنے سے قبل موم کا وزن کیا جاتا ہے)۔ یہ دھات عام طور پر ٹوٹے پھوٹے برتنوں کے کباڑ کی دھات ہوتی ہے۔

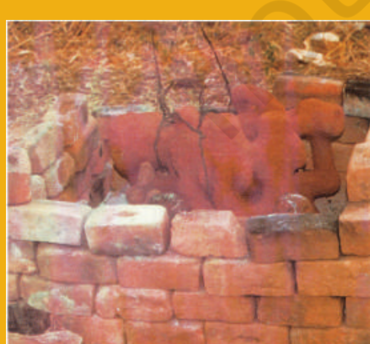

3۔ جب پگھلی ہوئی دھات کو چکنی مٹی کے برتن میں انڈیل دیا جاتا ہے تو چکنی مٹی کے لیپ والے اس سانچے کو آگ پر رکھا جاتا ہے۔ اندر کا موم پگھلتا ہے اور دھات بہہ کر ان جھریوں میں چلی جاتی ہے اور مومی سانچے کی شکل کی بن جاتی ہے۔ پکانے کا یہ عمل تقریباً کسی مذہبی رسم کی ادائیگی کے مانند اہتمام سے کیا جاتا ہے اور تمام اقدامات پُرسکوت سناٹے میں کیے جاتے ہیں۔ بعد میں اس سانچے کو ریتی سے رگڑا جاتا ہے تاکہ وہ شے ہموار اور صاف ہو جائے۔ کانسے کی کسی شے کو ڈھالنا بہت دیدہ ریزی کا کام ہے اور اس کے لیے زبردست مہارت درکار ہوتی ہے۔

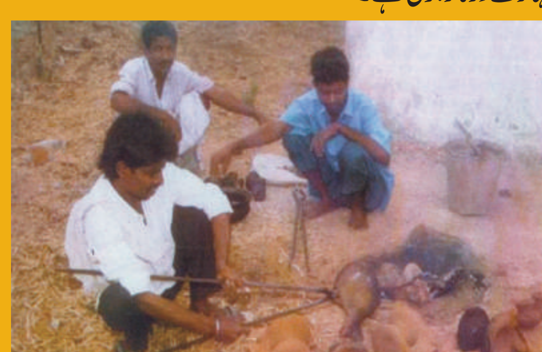

© NCERT not to be republished

بعض مرتبہ کانسے کے مجسموں کو ڈھالنے کے لیے پانچ دھاتوں — سونے، چاندی، تانبے، پیتل اور سیسہ کے مرکب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں قدیم ترین کانسے کے مجسمے موہن جو داڑو کے عہد (2500 ق م) کے ملتے ہیں۔ اب دھات ساز خام مال کی کم یابی اور قیمتی دھاتوں کی گرانی کی وجہ سے پیتل، تانبے اور سیسہ کے مرکب سے مجسمے بناتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

کانسے کا مجسمہ بنانا

کانسے سے بنی مذہبی اہمیت کی حامل چیزوں میں سب سے بہتر اونچے قدوقامت والے دیوتاؤں کے مجسمے ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے لیے شلپ شاستروں میں لکھے تفصیلی مقالوں کی عقیدت مندانہ پیروی کی جاتی ہے۔ رگ وید کے عہد سے ڈھلائی کے دو طریقوں ٹھوس اور کھوکھلے کے حوالے ملتے ہیں جنھیں بالترتیب 'گھن' اور 'سشیر' کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ مجسمے بے شمار ہیں تا ہم ہر ایک کی انفرادی خصوصیات ہیں اور دستکار کو مجسمے بنانے کے لیے نہ صرف جسمانی پیمائش کے صحیح تناسب کو سیکھنا پڑتا ہے بلکہ اسے ان مذہبی متون/شلوکوں سے بھی واقفیت ضروری ہے جن میں اس دیوتا کا، اس کی خصوصیات کا، اس کی نشانیوں کا اور ان سب کے علاوہ جمالیات کا ذکر ہو ۔یہ علامتیں' دھیان' کہلاتی ہیں، جس کے معنی مراقبہ ہیں۔ یہ بات ان ہدایات پر بے انتہا توجہ دینے کی ضرورت کو اجاگر کرنے کے لیے بیان کی جاتی ہے۔

رائے گڑھ کا ایک آہن گر، گووند جھارا اپنی قدیم بھٹّی کے سامنے بیٹھتا ہے اور ایک چھوٹی سی دعا کے ساتھ ڈھلائی شروع کرتا ہے:
آؤ دائی (دیوی آؤ، میرے پاس بیٹھو)
اندھے کو چاکودانی (اندھے کو بصیرت والی آنکھ دو)

چولا کانسہ ،تمل ناڈو

چوں کہ وراثت کی بنیادوں کو محفوظ رکھنے کی ہماری روایت رہی ہے اس لیے دستکار سے بلاشبہ صرف جسم کے اعضا کو جوڑ دینے سے کہیں زیادہ کی توقع کی جاتی ہے،اسے اپنے جذبات ،خیالات اور پسند سے بالا تر ہو کر ہر مجسمے کے کردار کی خصوصیات کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔

جسم کے ہر اہم عضو کو ایک نمونہ بنادینے کے لیے اسے بعض قدرتی اشیا سے وابستہ کر دیا گیا ہے: جیسے بھوں کا نمونہ نیم کی پتّی یا کوئی مچھلی؛ ناک، کو تِل کے پھول سے، اوپری ہونٹ کو کمان سے، ٹھوڑی کو آم کی گٹھلی سے؛ گردن کو ناقوس سے؛ رانوں کو کیلے کے درخت کے تنے سے؛ گھٹنوں کو کیکڑے سے؛ کانوں ،کو نرگس سے اور اسی طرح دوسرے اعضا کو تشبیہ دی گئی ہے۔

مجسمہ سازی اب بھی ایک انتہائی محنت طلب اور وقت طلب کام ہے جس کے لیے بہت زیادہ توجہ درکار ہوتی ہے اور بڑے بڑے کئی اوزار، بے انتہا مہارت اور قطعی صحت ودرستگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجسمے کی متعلقہ پیمائشوں کو واضح کرنے کے لیے عام طور پر ناریل کے درخت کے پتوں کا استعمال کیا جاتا ہے جسے پتیوں کو موڑ کر

© NCERT not to be republished

واضح کیا جاتا ہے ۔جب سانچے کو توڑا جاتا ہے تو اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ نیک شگون کے طور پر سب سے پہلے مجسمے کا چہرہ کھولا جائے۔

تمل ناڈو کانسے کی ڈھلائی کے مشہور خطوں میں سے ایک ہے۔ اپنی وضع وقطع کے اعتبار سے مجسمے مختلف ادوار جیسے پلو، چولا، پانڈیہ اور نائک سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مجسمے اب بنائے جاتے ہیں وہ ان میں سے کسی ایک وضع قطع کے ہوتے ہیں۔ مجسمہ سازوں کو استپتی کہا جاتا ہے۔

— کملادیوی چٹو پادھیائے،

دی گلوری آف انڈین ہینڈی کرافٹس

چاندی

ہندورواج کے مطابق اگر سونے اور چاندی سے بنی اشیا مذہبی رسوم کے لحاظ سے آلودہ ہو جائیں تو انھیں پانی سے سیدھے سادے انداز میں دھوکر یا راکھ یا مٹی سے مانجھ کر دوبارہ پاک بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایسا عقیدہ ہے کہ اگر پانی کو سونے یا چاندی کے کسی برتن میں رکھا جائے تو وہ خود بخود آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاندی کے معاملے میں یہ خیال سائنسی طور پر قابل قبول ہے اور اب ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ پانی کے ساتھ چاندی کے آیونک ردِّعمل سے پانی کے اندر موجود جراثیم مر جاتے ہیں۔

حالاں کہ ہندوستان میں چاندی اپنی خالص اور قدرتی حالت میں کمیاب ہے، تاہم یہ ہمیشہ بڑی مقدار میں دستیاب رہی ہے۔ پھر یہ آتی کہاں سے ہے؟ جواب ہے- 2000 سال کی تجارت سے۔ ہم بحیرۂ روم، مشرقی افریقہ، ساحل عرب، بحراحمر اور خلیج فارس، انڈونیشیا کے جزائر اور یہاں تک کہ چین اور جاپان میں بھی

ہندوستان کے مختلف حصّوں سے دھاتوں کی بنی روز مرہ استعمال کی اشیاء اٹھارھویں تا انیسویں صدی

© NCERT not to be republished

مسالے، خضاب، کپڑا، ہیرے اور دیگر آرائشی سامان خام اور پختہ دونوں ہی صورتوں میں برآمد کرتے رہے ہیں جب کہ ہماری اہم ترین درآمد ہمیشہ قیمتی دھاتیں رہی ہیں۔

جدید مطالعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدیوں سے جمع ہوتے ہوتے اور اب حالیہ برآمدات (قانونی اور غیر قانونی دونوں طریقوں سے) کے بعد ہندوستان کے عوام اور مندروں کے پاس چار ارب (4,000,000,000) اونس سے زیادہ ریفائنڈ چاندی ہے۔ یہ چکرا دینے والی مقدار محض ایک محتاط اندازہ کے مطابق ہے۔

چوں کہ چاندی ہمیشہ، سونے سے 23-15 گنی سستی رہی ہے۔ اس لیے یہ ہمارے سماج کے وسیع تر حلقوں کی پہنچ کے اندر رہی ہے۔

© NCERT not to be republished

ہندوستان میں دھات کی دستکاری

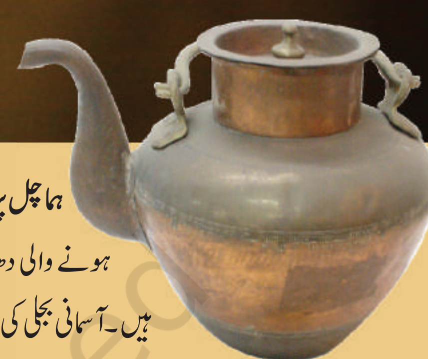

ہماچل پردیش کے کنوّر ضلع میں مذہبی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی دھات کی اشیا ہندو اور بودھ ڈیزائنوں کا منفرد مرکب ہیں۔ آسمانی بجلی کی چمک کڑک یا وجر کے ڈیزائین کیتلیوں اور جاروں پر عام طور پر نظر آتے ہیں۔ چاندی یا پیتل کے اسٹینڈ والے پھل رکھنے کے کمل کے پھول جیسے پیالے، پوجا کی چرخیاں جن پر منتر 'اوم منی پدمے ہم' کندہ ہوتا ہے۔ سیپ کے ناقوس، تبرکات کے چھوٹے برتن اور جگ بھی بنائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سی چیزیں تبّتی بودھوں کے ان مندروں میں استعمال ہونے والی رسمی اشیا سے آئی ہیں جو تمام کنوّر میں ہندو مندروں کے آس پاس واقع ہیں۔

دھات کے کام کی دستکاری میں گروہ کی شکل میں کام کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اتر پردیش کے لکھنؤ میں کسی بینا کار حقّہ کے نچلے حصے کی تیاری میں کئی مخصوص مہارتیں شامل ہوتی ہیں جو الگ الگ دستکاروں کے ذریعے انجام پاتی ہیں۔ ایک سنار چیز کو تیار کرتا ہے، ایک چترکار یا نقاش اس کی سطح پر نقوش بناتا ہے، ایک چتیرا نقوش میں وہ گڑھے بناتا ہے جو بینا کاری کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں، ایک بینا کار حقیقی معنوں میں رنگ چڑھا کر بینا کاری کرتا ہے، ایک جلا ساز چیز پر پالش کرتا ہے، ایک ملمّع ساز اگر ضروری ہو تو، اس پر پتر چڑھاتا ہے، جب کہ کنڈاناز (کندن ساز) نقوش میں درکار پتھر جڑتا ہے۔ اس طرح کے کامیاب گروہی کام کا انحصار مضبوط نشان زد نقشین تصور اور اعلیٰ درجہ کی وضع داری نیز اس تمام عمل کے ہر مرحلے کے ذمہ دار افراد کے مابین تکنیکی ہم آہنگی کے احساس پر ہوتا ہے۔

کوفت گری چاندی اور سونے پر مرصع کاری کی ایک قسم کا نام ہے جو ترووانت پورم، **کیرالا**، جے پور، **راجستھان**، حیدرآباد، **آندھرا پردیش** اور **پنجاب** میں ہوتی ہے۔ عام قسم کی مرصع کاری (تارِنشان) میں، جو تلوار کی میان کو سجانے کے لیے بکثرت استعمال کی جانے والی تکنیک ہے، سب سے پہلے ایک تراشیدہ کھانچا بنایا جاتا ہے جس میں قیمتی دھات کے تاروں کو ٹھُٹھیرا جاتا ہے۔ کوفت گری کا عمل سادہ اور کم وقت طلب ہے اور اس میں آزادانہ طور پر آرائش کی گنجائش ہوتی ہے۔ سب سے پہلے کسی چیز کی پوری سطح کو کم سے کم دو مختلف سمتوں سے تراشا جاتا ہے تاکہ وہ ناہموار ہو جائے اور پھر اس کے بعد تار کو (خواہ سونے کے یا چاندی کے یا پھر دونوں کے) پُرپیچ نقوش میں رکھ کر پیٹا جاتا ہے۔ اس عمل کو حقیقی مرصع کار حقیر سمجھتے ہیں لیکن بہر حال یہ ایک متبادل طریقۂ کار ہے جب اسلحہ بنانے اور اسلحہ سازی کے عمل کی مانگ ختم ہوگئی تو دستکاروں نے اس آرائشی تکنیک کو ٹرے، صندوقوں اور دیگر اشیا پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔

© NCERT not to be republished

بیــدری وہ تکنیک ہے جس کا نام اس کی جائے پیدائش بیدر آندھرا پردیش کے نام پر رکھا گیا۔ یہ تکنیک جستے، تانبے اور رانگے کی نسبتاً نرم مرکّب دھات سے ڈھالی گئی اشیا پر مرصّع کاری (خاص کر چاندی کی) کرنے کا نام ہے۔ مرصّع کاری کا کام پورا ہونے کے بعد، کیمیکلوں کا استعمال کرتے ہوئے چیز کی سطح پر سیاہ داغ لگائے جاتے ہیں۔ اس طرح چاندی کی آرائش سے نمایاں طور پر مختلف ایک شاندار شے تیار ہوجاتی ہے۔

کیرالا میں 'اُرولی' (کھلے منھ کا کھانا پکانے کا برتن جس کے گھیرے چپٹے یا مڑے ہوتے ہیں) بنانے کے لیے مومی سانچوں کا استعمال کیا جاتا ہے بڑے بڑے دیو قامت کڑھاؤ جنھیں واریو کہتے ہیں اور جو بڑی خوبصورتی سے بنائے جاتے ہیں، کا استعمال مندروں میں ہزاروں عقیدت مندوں کے پرساد بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ کیرالا میں پینے کے لیے دھات کے چپٹے پیندے کے گلاسوں کو بنانے کی مضبوط روایت آج بھی موجود ہے۔ یہ لمبائی میں بڑے اور شکل میں بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔

گجرات میں مذہبی رسوم میں استعمال ہونے والی بے شمار دھاتی اشیا میں مندروں کے بڑے بڑے گھنٹے ہیں۔ گرنار ہل پر لگے مشہور گھنٹے کا وزن 240 کلو گرام ہے۔ ایک اور مشہور چیز کم اونچائی کے مربع اسٹول اور کم اونچائی کی ہتھے والی کرسیاں ہیں۔ خالص دھاتوں کے اس فرنیچر کو کئی انداز سے سجایا جاتا تھا اور یہ راجاؤں کے محل میں استعمال ہوتے تھے۔

تمل ناڈو کے تنجاور ضلع کے پنچیر کوئل علاقہ ملواں دھات (کانسہ) کا اہم مرکز ہے۔ اس کی وجہ کاویری کے ساحل پر پائی جانے والی ہلکے بھورے رنگ کی مٹی ہے، جسے ونڈل کہتے ہیں۔ یہ سانچے بنانے کے لیے انتہائی موافق ہے۔ ڈھلائی کر کے بنائی جانے والی کچھ اشیا میں مختلف قسم کی شکلوں کے گلدان، لٹیا، پانی کے سے وار، سادے یا آرائشی اگال دان اس جگہ کی بنی خاص چیز ہیں۔ کھانے کے ڈبّے، گھنٹیاں، شمع دان، مٹی کے تیل کے چراغ، پکنک پر لے جانے والے ناشتہ دان اور مختلف قسم کے تیل کے چراغ شامل ہیں۔

دنیا کے کسی بھی ملک میں چراغوں کو علامتی اعتبار سے وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو ہندوستان میں ہے۔ اگنی، اگنی دیوتا کی ایک علامت کے طور پر چراغوں کو مقدس مانا جاتا ہے اور شادیوں کے موقع پر نیز اہم مہمانوں کے استقبال کے لیے ان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چراغ مختلف شکلوں کے ملتے ہیں، اکثر ایک چھوٹی سی پلیٹ میں دستہ لگا دیا جاتا ہے جو سانپ، مچھلی یا بطخ کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ قطعی ذاتی پوجا کے لیے ہوتے ہیں، چھوٹے اور کسی وسیع وعریض ہال میں روشنی کے لیے بڑے پائیدان والے مختلف سائزوں کے ہوتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ ہندوستان میں دھات کے کاموں کی دستکاری انتہائی ضروری ہے۔مختلف شعبوں جیسے زراعت، تعمیر، نقل وحمل وغیرہ میں ان کی خدمات بتائیے۔

2۔ کسی قومی اخبار کو دیکھیے اور سونے اور چاندی کی موجودہ قیمتوں کا ریکارڈ بنائیے۔ پندرہ دن یا ایک مہینے میں ان دھاتوں کی گھٹتی بڑھتی قیمتوں کو ظاہر کرنے والا ایک گراف بنائیے۔آپ کے خیال میں ان گھٹتی بڑھتی قیمتوں کے ذمہ دار کون سے عوامل ہیں؟

3۔ روایتی طور پر ،دھات سے بنی اشیا وزن کی بنا پر فروخت کی جاتی تھیں،قیمت طے کرنے کے لیے کام کی نوعیت کو مدّ نظر نہیں رکھا جاتا تھا۔ مغربی ممالک میں کام کی نوعیت کی قیمت اکثر مال کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔آپ کی رائے میں کسی چیز کی قیمت کا تعین کس بنا پر کیا جانا چاہیے۔اپنی رائے کی دلیل میں وجوہات پیش کیجیے۔

4۔ اس باب کے نقشے کے صفحے پر نظر ڈالتے ہوئے ایک جدول بنائیے جس میں ان وجوہات کی فہرست بنائیے جن کے سبب ملک کے مختلف حصوں میں دھات سازی کی مختلف تکنیکوں کا استعمال کیا جاتا ہے (نیچے دی ہوئی مثال دیکھیے)۔ ہر طریقۂ عمل کو مختصراً بیان کیجیے۔آپ کے اپنے خطے میں دھات سازی کے کام میں ان میں سے کس تکنیک کا استعمال ہوتا ہے۔

طریقۂ عمل	تکنیک	خطّہ
دھات کی ایک پتلی چادر کو لکڑی کے تراشیدہ بلاک پر رکھ کر پیٹا جاتا ہے تو دھات کی چادر پر واضح نقوش اُبھر آتے ہیں۔	منبت کاری	ہماچل پردیش

5۔ ہماری زندگی میں دھات ساز ناگزیر ہیں۔اپنے خطے میں ان کا سماجی مرتبہ معلوم کیجیے۔کیا انھیں کسی خاص رسم کی ادائیگی کے لیے بلایا جاتا ہے؟

6۔ سدھین گھوش کا اقتباس دھاتوں کی دستکاری میں آگ کے اہم رول کی وضاحت پیش کرتا ہے۔آگ اور دھوئیں سے ہونے والے نقصانات کو کم کرنے کے لیے آپ کیا اقدامات تجویز کر سکتے ہیں؟

7۔ مختلف مذاہب میں بیش قیمت دھاتوں کی اشیا کا استعمال کیا جاتا ہے۔معلوم کیجیے وہ چیزیں کون سی ہیں اور انھیں کون لوگ بناتے ہیں۔

© NCERT not to be republished